از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 14 فروری 1957

نسار علی

بنام

دی سٹیٹ آف اتر پردیش

(بھگوتی، بی پی سنہا اور جے ایل کپور]

ابتدائی اطلاعی رپورٹ-ملزم کی طرف سے دی گئی رپورٹ- استعمال- فوجداری مقدمات میں بارِ ثبوت- گواہ کو اس کی گواہی کے حصے پر یقین نہیں تھا- آیا اسے مکمل طور پر مسترد کیا جانا چاہیے۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ ثبوت کا ایک ٹھوس حصہ نہیں ہے اور اسے صرف ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 157 کے تحت بنانے والے کے بیان کی تصدیق کرنے یا اس ایکٹ کی دفعہ 145 کے تحت اس کی تردید کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسے مقدمے میں بنانے والے کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا اگر وہ خود ملزم بن جاتا ہے، اور نہ ہی دوسرے گواہوں کی تصدیق یا تردید کرنے کے لیے۔

یہ فوجداری فقہ کا ایک بنیادی اصول ہے کہ کسی ملزم شخص کی بے گناہی کو اس وقت تک مانا جاتا ہے جب تک کہ دوسری صورت میں ثابت نہ ہو جائے۔ استغاثہ کا فرض ہے کہ وہ کسی بھی قانونی استثنیٰ کے تابع ملزم کے جرم کو ثابت کرے۔

فقرہ "ایک میں جھوٹا سب میں جھوٹا" کو بھارت کے مختلف دائرہ اختیار میں عام قبولیت نہیں ملی ہے، اور نہ ہی اسے قانون کی حکمرانی کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ یہ محض احتیاط کا اصول ہے۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ایسے معاملات میں گواہی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے نہ کہ اسے نظر انداز کیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

جانا چاہیے۔اس نظریے میں محض شواہد کے وزن کا سوال شامل ہوتا ہے جسے عدالت مخصوص حالات میں لاگو کر سکتی ہے لیکن یہ ثبوت کا لازمی اصول نہیں ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 150، سال 1956۔

بریلی کے سیشن جج کی عدالت کے 8 جولائی 1952 کے فوجداری سیشن ٹرائل نمبر 27 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی سرکاری اپیل نمبر 60 سال 1953 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 18 اکتوبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے دولت رام پریم اور پی سی اگروالا۔

جواب دہندہ کی طرف سے گیان چند ماتھر اور سی پی لال۔

14.1957 فروری۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس کپور نے سنایا۔

اپیل کنندہ پر ایک قدرت اللہ کے ساتھ ایک صابر کے قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔مؤخر الذکر پر مجموعہ تعزیرات ہند 114 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مقدمہ چلایا گیا، اور سابقہ پر دفعہ 302 مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ دونوں ملزموں کو بریلی کے معزز سیشن جج نے بری کر دیا۔لیکن ریاست نے صرف اپیل کنندہ کے خلاف الہ آباد عدالت عالیہ میں اپیل کی اور اس کے معاملے میں بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور اسے دفعہ 302 مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور اسے 'عمر قید' کی سزا سنائی گئی۔عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ نے یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے کی ہے۔

اپیل کو جنم دینے والے حقائق یہ ہیں کہ صابر کو 11 مئی 1951 کو تقریباً 30-6 شام کو قتل کیا گیا تھا۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ دوسرے ملزم قدرت اللہ نے اسی دن شام 45-6 بجے یعنی واقعے کے تقریباً 15 منٹ کے اندر بنا دی تھی۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ متوفی اور اپیل کنندہ کے درمیان پہلا اطلاع دہندہ قدرت اللہ کی دکان کے قریب بدسلوکیوں کا تبادلہ ہوا۔ جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ واقعے کی شام کو جب قدرت اللہ اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اور متوفی دکان کے بالکل نیچے بیٹھا ہوا تھا، اپیل کنندہ اپنے گھر سے باہر آیا اور اسے دیکھ کر متوفی نے اس سے پوچھا کہ وہ اس طرح کی "بدحالت" میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کیوں ہے، جس سے اپیل کنندہ ناراض ہوا اور بدسلوکی کا تبادلہ ہوا۔ یہ شور سن کر استغاثہ کے گواہ موقع پر پہنچے اور انہوں نے اپیل کنندہ اور متوفی کو ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ نے قدرت اللہ سے کہا کہ وہ اسے ایک چاقو دے جو قدرت اللہ نے کیا تھا یہ چاقو نمائش 'II' ہے، جس سے اپیل کنندہ نے متوفی کو چھرا گھونپ دیا اور پھر فرار ہو گیا۔ زخموں کے نتیجے میں متوفی قدرت اللہ کی دکان کے سامنے گر گیا۔ کچھ عینی شاہدین نے بتایا ہے کہ وہ دکان کے سامنے لکڑی کے تختے پر گر گیا۔ قدرت اللہ نے اپیل گزار کی طرف سے گرایا گیا چاقو اٹھایا، متوفی کو رکشہ میں بٹھایا اور اسے ہسپتال لے گیا جہاں سے وہ پولیس اسٹیشن گیا اور ابتدائی اطلاعی رپورٹ تیار کی۔ اس رپورٹ کی قبولیت پر اعتراض اٹھایا گیا ہے کیونکہ یہ ایک ایسے شخص نے کیا تھا جو شریک ملزم تھا۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ ثبوت کا ایک ٹھوس حصہ نہیں ہے اور اسے صرف شواہد ایکٹ کی دفعہ 157 کے تحت بنانے والے کے بیان کی تصدیق کرنے یا اس ایکٹ کی دفعہ 145 کے تحت اس کی تردید کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسے مقدمے میں بنانے والے کے خلاف شہادت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا اگر وہ خود ملزم بن جاتا ہے، اور نہ ہی دوسرے گواہوں کی تصدیق یا تردید کرنے کے لیے۔ اس معاملے میں، لہذا، یہ ثبوت نہیں ہے۔

سب انسپکٹر موقع پر گیا، تفتیش شروع کی اور اسی شام اپیل گزار کو اس کے گھر سے گرفتار کر لیا۔ متوفی کے پوسٹ مارٹم کے معائنے میں متوفی کے شخص پر چوٹیں ظاہر ہوئیں اور ڈاکٹر کے مطابق موت سینے میں چوٹ لگنے کی وجہ سے صدمے اور خون بہنے کی وجہ سے ہوئی، جس سے پھیپھڑوں کو چوٹیں آئیں اور یہ چوٹیں تیز دھار ہتھیار سے لگ سکتی ہیں۔

اپیل کنندہ اور متوفی دونوں کا تعلق جوگیوں کے ایک فرقے سے ہے۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ متوفی اور اپیل کنندہ ایک دوسرے کے ساتھ کافی دوستانہ تھے، اور اسی طرح متوفی اور قدرت اللہ، جو قصاب ہیں اور ان کی ایک دکان تھی جو ان کے گھر کا حصہ ہے۔ دکان سے متصل اپیل کنندہ کا گھر ہے۔ واقعے کے چشم دید گواہ یاد علی، گواہِ استغاثیہ 1، بینے، گواہِ استغاثیہ 2، اور محمد احمد، گواہِ استغاثیہ 3 تھے۔ متوفی کی بہن کی طرف سے واقعے کے بارے میں بتائے جانے کے بعد، ایشرافت، گواہِ استغاثیہ 4 بعد میں موقع پر پہنچا اور متوفی کو بے ہوش حالت میں پایا۔ شاکر، گواہِ استغاثیہ 5، متوفی کے چھوٹے بھائی نے قدرت اللہ کی دکان کے قریب پہنچنے پر اپیل کنندہ اور متوفی کو گالی گلوچ کرتے سنا، لیکن وہ حملے کا گواہ نہیں تھا کیونکہ اس وقت وہ قدرت اللہ کی درخواست پر ہکا کے لیے اپنا چولم بھرنے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

گیا تھا اور جب وہ واپس آیا تو اس نے متوفی کو بے ہوش حالت میں پڑا پایا اور اپیل کنندہ اپنے گھر کی طرف بھاگ رہا تھا۔

گواہ استغاثیہ 1، یاد علی کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے متوفی اور اپیل کنندہ کے درمیان بد سلوکیوں کا تبادلہ سنا اور جب وہ تقریباً 4 یا 5 قدم آگے بڑھا تو اس نے انہیں ایک دوسرے سے جکڑتے ہوئے دیکھا۔ اپیل کنندہ نے متوفی کو "اپنی گرفت میں" رکھا، اس نے قدرت اللہ سے کہا کہ وہ اسے ایک چاقو لائے جو مؤخر الذکر نے کیا اور اس سے اپیل کنندہ نے متوفی کو چھرا گھونپ دیا اور پھر اپنے گھر چلا گیا۔ بینے کا گوشوارہ بھی اسی طرح کا ہے اور محمد احمد کا گوشوارہ بھی اسی طرح کا ہے۔ اس ثبوت کو تجربہ کار سیشن جج نے قبول نہیں کیا اور اس نے دونوں ملزموں کو بری کر دیا۔ ریاست نے صرف اپیل کنندہ کے خلاف اپیل کی جس کی اجازت عدالت عالیہ نے دی۔ حکم ہوا۔

"ہم تسلیم کر سکتے ہیں کہ چشم دید گواہوں نے یہ بیان دے کر قدرت اللہ کو جھوٹا پھنسایا ہے کہ اس نے اپنے مطالبے پر اپنا چاقو مدعا علیہ کے حوالے کر دیا۔ اس کے اور صابر کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی اور اس کا کوئی مقصد نہیں تھا کہ وہ مدعا علیہ کے ہاتھوں اسے مار ڈالے۔ اس بات کا بالکل بھی امکان نظر نہیں آتا کہ صابر کو قتل کے لیے اکسانے کے بعد وہ فوراً اسے رکشہ پر لے کر ہسپتال گیا اور وہاں سے فوراً پولیس اسٹیشن گیا اور مدعا علیہ کے خلاف رپورٹ درج کرائی۔ قدرت اللہ کا یہ طرز عمل اس کردار سے اتنا متضاد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اس واقعے میں ادا کیا تھا کہ ہمیں اس کے کردار کے بارے میں شواہد کو مسترد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔"

تاہم، عدالت عالیہ نے چشم دید گواہوں کی گواہی کو اپیل کنندہ کے جرم کے خلاف قبول کیا اور مشاہدہ کیا:

"ہم مطمئن ہیں کہ استغاثہ نے مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ مکمل طور پر قائم کر لیا ہے۔ اس کے جرم پر ذرا بھی شک نہیں ہے۔ استغاثہ نے بے گناہی کے مفروضے کی مکمل تردید کی ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ محض اس وجہ سے مشکوک نہیں ہوتا کہ تجربہ کار سیشن جج نے کہا کہ اس کے جرم کے بارے میں شک تھا۔"

فاضل جج اس نتیجے پر بھی پہنچے کہ فاضل ٹرائل جج کا نظریہ ایسا تھا" جسے کوئی معقول شخص نہیں لے سکتا تھا۔ یہ شواہد کا مکمل طور پر غلط نظریہ تھا جس کے نتیجے میں انصاف کی سنگین غلطی ہوئی ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیونکہ قاتل سزا سے بچ جاتا ہے۔" کیس کے حالات میں اور اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ کچھ اشتعال تھا، عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو "عمر قید" کی سزا سنائی۔

عدالت عالیہ کے فیصلے میں ایک اقتباس ہے جو ہمیں بے تکلف اور ملزم شخص کے جرم کا فیصلہ کرنے میں غلط نقطہ نظر کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگرچہ فاضل ججوں نے اس اصول کو تسلیم کیا کہ ذمہ داری ملزم پر نہیں تھی، پھر بھی ایک مشاہدہ ایسا ہے کہ اگر وہ اصل میں ایسا نہیں کرتا ہے تو یہ ملزم پر بوجھ ڈالنے کے قریب آتا ہے۔ عدالت عالیہ نے کہا:

"جواب دہندہ میں خود یہ کہنے کی ہمت نہیں تھی کہ اسے وہ موقع پر نہیں ملے۔ اگر وہ بے قصور تھا تو شور سن کر فوراً اپنے گھر سے باہر نکل آیا ہوگا اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہاں کون موجود تھا اور کون نہیں۔"

یہ عبارت فوجداری فقہ کے بنیادی اصول کے لیے اتنی تباہ کن ہے کہ کسی ملزم شخص کی قیاس شدہ بے گناہی اس وقت تک ثابت ہوتی ہے جب تک کہ ممتاز حکام کی طرف سے بیان کردہ اصول کا اعادہ کرنا ضروری نہ ہو جائے۔" کہ کسی بھی قانونی استثناء کے تابع قیدی کے جرم کو ثابت کرنا استغاثہ کا فرض ہے۔"([1])

اس کے بعد یہ دعوی کیا گیا کہ گواہوں نے قدرت اللہ کو جھوٹا پھنسایا تھا اور اس وجہ سے عدالت کو اپیل کنندہ کے خلاف بھی ان گواہوں کی گواہی کو مسترد کر دینا چاہیے تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے مشہور فقرہ ایک میں جھوٹا سب میں جھوٹا پر انحصار کیا گیا تھا۔ دلیل یہ دی گئی کہ چونکہ وہ گواہ جنہوں نے قدرت اللہ کے خلاف یہ کہہ کر گواہی دی تھی کہ اس نے اپیل کنندہ کو چاقو حوالے کیا تھا، نچلی عدالتوں نے اس کے خلاف یقین نہیں کیا تھا، لہذا عدالت عالیہ کو اپیل کنندہ کو مجرم قرار دینے کے لیے ان گواہوں کے ثبوت کو قبول نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کہاوت کو ہندوستان کے مختلف دائرہ اختیار میں عام قبولیت نہیں ملی ہے اور نہ ہی یہ کہاوت قانون کی حکمرانی کا درجہ حاصل کرنے کے لیے آئی ہے۔ یہ محض احتیاط کا اصول ہے۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ایسے معاملات میں گواہی کو غلط سمجھا جا سکتا ہے نہ کہ اسے نظر انداز کیا جانا چاہیے۔ ایک امریکی مصنف نے کہا ہے:

.... فقرہ اپنے آپ میں بیکار ہے۔ سب سے پہلے صداقت کے نقطہ نظر سے........................ اور دوسری بات، افادیت کے نقطہ نظر سے، کیونکہ یہ صرف فیصلہ ساز

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کمیٹی کو بتاتا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں کیا کر سکتے ہیں، نہ کہ انہیں کیا کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہئے، اور لہذا، یہ الفاظ کی ایک غیر ضروری شکل ہے۔ یہ عملی طور پر بھی نقصان دہ ہے........................"(1)

اس نظریے میں محض شواہد کے وزن کا سوال شامل ہوتا ہے جسے عدالت مخصوص حالات میں لاگو کر سکتی ہے لیکن یہ وہ نہیں ہے جسے "ثبوت کا لازمی قاعدہ" کہا جا سکتا ہے۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے ہماری توجہ پریوی چوبر جا سنگھ بنام بھونیشوری پرسل پال کے غیر رپورٹ شدہ فیصلے کے ایک حصے کی طرف مبذول کرائی۔

" مدعا علیہان اپنے ثبوت رکھتے ہیں اور اس کے کئی گواہوں کا اس کے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی عدالت ان لوگوں کے حلف پر انحصار کر سکتی ہے جنہوں نے مقدمے کی دوسری شاخوں پر اعتراف طور پر جھوٹے ثبوت دیے ہیں۔"

یہ عبارت، اگر بالکل بھی ہو، اس نظریے کو احتیاط کی حکمرانی سے زیادہ کسی چیز کا درجہ دینے کے لیے ایک بہت ہی پتلی بنیاد ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پریوی نے اس طرح کے کسی بھی متنازعہ اصول کو اپنی بھاری منظوری دی ہے جسے "بیکار"، "زندگی کے اصول کے طور پر بالکل غلط" اور ثبوت کے قانون پر بلاشبہ اختیار کے کاموں میں " عملی طور پر تباہ کن" قرار دیا گیا ہے۔(2)

عدالت عالیہ اس بات سے بے خبر نہیں تھی کہ گواہوں نے جرم کے ارتکاب میں قدرت اللہ کے کردار کے بارے میں کیا کہا اور اس پر غور کرتے ہوئے کہا:

" اگرچہ فاضل سیشن جج قدرت اللہ کو بری کرنے میں درست تھے، لیکن وہ مدعا علیہ کو بری کرنے میں مکمل طور پر غلط تھے جس کے جرم میں ذرا بھی شک نہیں تھا۔ براہ راست شواہد سے اس کے خلاف ایک واضح مقدمہ سامنے آیا اور اسے نظر انداز کرنے کی کوئی ٹھوس وجہ نہیں تھی۔"

گواہوں کے شواہد اور اپیل کنندہ کی طرف سے بتائی گئی تضادات پر بحث کرنے کے بعد عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ "اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔

یہ اپیل کنندہ کے وکیل کی طرف سے اٹھائے گئے مذکورہ بالا دو دلائل کی وجہ سے تھا اور کیونکہ یہ بری ہونے کے فیصلے کے الٹ پلٹ کا معاملہ تھا کہ ہم نے وکیل کو اس ثبوت میں جانے کی اجازت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

دی جس کا اس نے تجزیہ کیا اور ہماری توجہ اس کی نمایاں خصوصیات اور گواہوں کے بیانات میں تضادات اور مقدمے کی ناممکنات کی طرف مبذول کرائی۔ لیکن ہم مطمئن ہیں کہ فاضل جج اس نتیجے پر پہنچنے میں جائز تھے جو انہوں نے کیا تھا اور ٹرائل جج کا نظریہ صحیح طور پر بے گھر ہو گیا تھا۔ استغاثہ کے گواہوں کے شواہد کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اپیل کنندہ کو صحیح طور پر سزا سنائی گئی تھی۔

اس لیے اپیل کو خارج کر دیا جاتا ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے کی توثیق کی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document